AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/8 **ONLINE - ISSN- 3006-595X**
Volume.3, Issue.4 (2025) **PRINT - ISSN- 3006-5941**

پروفیسر فتح محمد ملک کے فکری اسلوب میں اقبالیاتی پیش کش

The Iqbalian Intellectual Consciousness in the Writings of Prof. Fateh Muhammad Malik

Nazleen Tahseen
PhD Scholar, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Email. nazleentehseenrao@gmail.com
Dr. Muhammad Rafiq ul Islam
Associate Professor/Chairman, Department of Iqbal Studies /Philosophy,The Islamia University of Bahawalpur. Email. rafiqul.islam@iub.edu.pk
Dr. Irum Saba
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Email. irum.saba@iub.edu.pk

Abstract

Fateh Muhammad Malik is a renowned scholar, orator, journalist, educationist, teacher, and researcher. In his writings, the thought of Allama Iqbal is prominently reflected. Most of his life was spent in teaching, along with research and criticism. He also rendered valuable academic and literary services. He examined the economic dimensions present in Iqbal's writings and provided a comprehensive explanation of their significance in the contemporary era. He believes that Iqbal studies are not only a source of knowledge for us but also a guide for practical action, and that they have a deep and direct connection with our lives. According to him, the political and economic system of Islam is so closely intertwined with our moral and spiritual concepts that it cannot be separated under any circumstances. There is no concept of hereditary monarchy in Islam. The survival of Muslims lies in the elimination of clericalism and monarchy. He describes the Muslim Ummah as a tulip flower and wishes to see the true spirit of Islam within it. Even today, Muslims are unable to distinguish between Abu Lahab and the system of Mustafa (PBUH), due to which the patronage of clericalism, authoritarianism, and monarchy continues. In all his writings, Fateh Muhammad Malik has attempted to highlight the political, social, and economic aspects of Iqbal's commitment to Islam, so that in the present age a true Nizam-e-Mustafa may be established—one in which the Muslim

Ummah can not only live according to Islamic principles but also acquaint future generations with Islamic values. Fateh Muhammad Malik has rejected monarchy, clericalism, and the shrine-centered (khanqahi) system, and has instead emphasized the true contours of Islam. He aspires for an ideal region whose dream was envisioned by Allama Iqbal and realized by Quaid-e-Azam in collaboration with the Muslim Ummah. Through his pen, Fateh Muhammad Malik harmonized Iqbal's thought with the demands of the modern age. He wants Iqbal not only to be read, but also to be understood in terms of the hidden meanings within his thought, and for following him to be considered essential—so that the survival of the Muslim Ummah in Pakistan may be ensure.

Keywords: Research article, Critical skill ,Iqbalian thought ,Economic system, democratic system, clericalism and monarchy , feudal system, love for the Prophet (S.A.W)

کلیدی الفاظ: تحقیقی مضمون، تنقیدی مہارت، اقبالیاتی فکر، اقتصادی نظام، جمہوری نظام، ملائیت وملوکیت، جاگیرداری نظام، عاشقِ رسولؐ

علامہ اقبال کی فکر کو ان کے عہد سے لے کر اب تک بے شمار مصنفین نے اپنے قلم کا موضوع بنایا ہے مگر اقبال کے قلم میں موجود تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کی فکر کے تشنہ پہلوؤں کو جانچا اور پرکھا جارہا ہے۔ فتح محمد ملک کا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے جو شہرت یافتہ معلم، مقرر، مدبر، محقق، مصنف، ادیب اور ناقد ہیں۔ ان کی تحریریں شستہ اور پرکشش ہوتی ہیں، اسی وجہ سے ان کے قلم میں تصنع، تکلف، بناوٹ کا کہیں شائبہ تک محسوس نہیں ہوتا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے تاریخی پہلو کو اپنی تحریر کا حصہ بنایا ہے۔ اسی سلسلے میں ان کی بے شمار کتب سامنے آئیں۔ انھوں نے زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس میں گزارا۔ ملکی اور غیر ملکی سطح درس وتدریس کے ساتھ تحقیق میں اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد، امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی اور جرمنی کی ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں تدریس کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر رہے۔ جرمنی، فرانس، امریکہ، ایران میں ادبی سیمینار میں شرکت بھی کی۔ ستارہ امتیاز کے ساتھ انھیں اقبال صدارتی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔(1)

> "فتح محمد ملک نے مطالعہ اقبال پر خصوصی توجہ دی اور پاکستان کی نئی نسل کو اقبال سے روشناس کرانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اقبالیات کے سلسلے میں ان کی مسلسل اور پیہم خدمات کے پیشِ نظر انہیں جرمنی کی ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں اقبال چیئر کے لیے منتخب کیا گیا۔ تقرری کا یہ دورانیہ تین سال پر محیط ہوتا ہے مگر ان کی نمایاں کارکردگی کی وجہ سے پانچ سال وہ اس منصب پر فائز رہے۔ 1991 میں پیٹرزبرگ یونیورسٹی میں شعبہ اقبالیات کا قیام عمل میں آیا تو اس کا سلیبس فتح محمد ملک نے ہی تجویز کیا۔(2)

فتح محمد ملک ایک فعال شخصیت کے مالک تھے، اس کی خاص وجہ یہی تھی کہ منو بھائی، بشیر الاسلام عثمانی، احمد ندیم قاسمی اور صوفی تبسم، انتظار حسین جیسی بہت سی نامور شخصیات کے ساتھ ان کا بہت گہرا تعلق رہا۔ انھوں نے اقبال شناسی کی روایت کو زندہ رکھا۔ اسی لیے ان کی

تحریروں میں اقبال کی فکر کو جابجا دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ اقبال شناسی کو سرچشمہ علم کے ساتھ ساتھ وظیفہ عمل بھی سمجھتے ہیں۔ اسی نامیاتی تعلق کی بدولت ہم اپنی عملی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اقبال شناسی کی روایت میں ان کے افکار کی تفہیم ہمیں اس بات کا پتا دیتی ہے کہ تصورِ پاکستان کی بقا و ترقی کا انحصار اسی بات میں ہے کہ ان کی تحریر میں پوشیدہ مفاہیم کو سمجھا جائے کیونکہ وہ براہِ راست ہماری زندگی کی حقیقتوں سے مربوط ہیں۔ فتح محمد ملک کے نظریاتی سانچے کا مرکزی نقطہ علامہ اقبال کی فکر ہے۔ اس کے ذریعے وہ اپنے تصورات کی تشکیل میں مدد لیتے ہیں۔ تمام عمر اقبال کی تہذیبی اور سیاسی فکر ہی ان کے لیے مشعل راہ رہی۔ اسی لیے انھوں نے علامہ اقبال کی فکر پر قلم اٹھایا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے مخالفین کا جواب بھی دیا اور ان کی فکر کو مسلم امہ کی زندگی کے مختلف گوشوں سے مربوط کرکے دکھایا۔

ہمیں ان کی تنقید میں اقبال کی شاعری اور فکر ایک بنیادی ستون کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اقبال جس تصور کے قائل ہیں وہ نہایت بلند اور تمام دنیائے انسانیت پر محیط ہے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کی مادی و روحانی پسماندگی کی وجہ مغرب کی سامراجی حکمتِ عملی تھی۔ انھیں مسلم امہ تباہی کے دہانے پر نظر آتی تھی، جس کی بنیادی وجہ فرقہ بندی، تعصب اور نفرت کے ساتھ باہمی پیکار کی فضا تھی۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایک ایسے مردِ مومن کے کردار کو پیش کیا ہے جو شریعت کا پابند ہے۔(3) فتح محمد ملک کے نزدیک اقبال کی شاعری میں اسلامیت کے جو خدوخال نمایاں ہوئے ہیں، وہ قلبی ماہیت کے نہیں بلکہ تدریجی فکری ارتقا کے آئینہ دار ہیں، اسی لیے یہ ان کے افکار کی پختگی کی دلیل ہے۔ وہ برطانوی ہند کے محکوم شہری تھے اور یہ خیال ہی ان کے لیے سوہانِ روح تھا مگر ہمیشہ ان کا فیضان حجازی رہا۔ چونکہ ان کی سرشت میں آزادی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اسی لیے وہ انسان کی آزادی کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ وہ عمر بھر قومی آزادی کے حصول کے لیے فکری و عملی طور پر سرگرم رہے، ان کا دل قوم کی بے حسی اور بے عملی پر کڑھتا تھا۔ وہ مسلمانان افرنگی کی خود فراموشی پر حقارت کی نگاہ ڈال کر کنارہ کشی اختیار نہیں کرتے بلکہ غلام ابن غلام انسانوں کے دل و دماغ میں بیداری، اتحاد اور جہاد کا درس دیتے ہیں۔ اور چاہتے تھے کہ محکوم مسلمان ملوکیت افرنگ کی پرستش کی بجائے اسلام کے انقلابی اساس پر متحد ہو جائیں۔(4) اقبال کا دور ایسے سرمایہ دارانہ لوٹ مار کے عروج کا دور ہے جہاں مشرق، مغربی استعمار کی لپیٹ میں تھا۔ وہ مسلم امہ کو بیدار اور انقلاب کی راہوں پر گامزن دیکھنے کے متمنی تھے، اسی لیے ان کے کلام میں جہانِ نو کے امکانات روشن ہیں۔ اسرار خودی اور رموزِ بے خودی کی تخلیق کا مقصد مسلمانوں کو زندگی کی گہرائیوں سے آشنا کرنا تھا تاکہ انقلاب کا آفتاب سرزمینِ مشرق سے طلوع ہو اور اس کی روشنی تمام عالم کو منور کرے۔ فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ ان کے تصورِ انقلاب میں ملوکیت اور مارکسیت کی نفی کا خیال نمایاں نظر آتا ہے۔(5) وہ لکھتے ہیں کہ

> سلطانی جمہور کا مغنی اقوام مشرق میں "ایک صحیح اور قومی انسانی سیرت کی تجدید" کی خاطر جب اسلام کی انقلابی روح کو پھر سے بیدار اور سرگرم کار دیکھنے کی تمناؤں کو نغموں میں ڈھالنے لگا تو انسان دوستی کے مغربی تصورات کے علم برداروں نے اقبال کو ایک خونیں ستارہ قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ ملوکیت افرنگ کی تباہی مشرق کی سیاسی اور روحانی آزادی کی شرط اول تھی، اس لئے اقبال نے مغرب کے تاجرانہ ضمیر اور اس کے تہذیبی اور استعماری بحران کو ایک توانا صداقت پسندی کے ساتھ بے نقاب کیا تو دنیائے مغرب کے چند علمی اور تہذیبی حلقے خوف اور بدگمانی میں مبتلا ہو گئے۔ فکر ملوکانہ سے جنم لینے والے انسان دوستی کے فارمولے کی رو سے فاسٹر اور ڈکنس جیسے نقادوں اقبال کے تصور خودی کو احیائے اسلام کی ایک

موثر اور جارجانہ کوشش قرار دیا۔(6)

فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کے ہاں اسلامی بین الاقوامیت کے دو رخ واضح ہیں۔ایک سیاسی جس کا تعلق سامراجی یلغار کے مقابلے میں دفاعی حصار سے ہے جبکہ دوسرا معاشرتی رنگ و نسل کے امتیاز سے ماوراہے اور اتحادِ انسانی کی پائیداری کی اساس ہے۔سیاسی نقطہ نظر سے مشرق و مغرب کا تنازعہ سامنے آتا ہے جبکہ معاشرتی سے اسلام اور ملائیت و اشتراکیت کے درمیان رد و قبول کے رشتے کو استوار کرتا ہے۔ اقبال کے ہاں جغرافیائی اور نسلی تمیز اس لیے موجود نہیں کیونکہ وہ مسلم امہ کو سامراجی گرفت سے آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔انھوں نے سامراجیت کو انتہائی چابک دستی سے بے نقاب کیا ہے۔وہ مغربی علم و حکمت کے مخالف نہیں بلکہ اس کی سیاسی اور تجارتی لوٹ مار کے سخت گیر نقاد رہے ہیں ۔ان کے نزدیک اسلام کے ذریعے ہی ملوکیت کی تردید ممکن ہے۔وہ ملوکیت کے مقابلے میں اشتراکیت کا خیر مقدم اس لیے کرتے ہیں کیونکہ یہ یقیناترقی پسندی کی دلیل ہے۔اقبال نے "لا" اور "الا" کے خالص الہیاتی تصورات کو نئی سیاسی اور اقتصادی معنویت سے لبریز کیا ہے۔"لا" سے "الا" یعنی نفی سے اثبات کو وہ زندگی کا فطری تقاضا جانتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ اشتراکیت مساوات کی اڑ میں ہے اور مساوات کا حقیقی مرکز شکم کی بجائے دل ہے، اسی لیے وہ عالم بشریت کو اسلام کی حقیقی روح یعنی پاکیزگی اور سادگی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔(7) فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ وہ وقت تھا جب برطانوی سامراج کی خوشنودی کی خاطر مسلم امہ نہ صرف جداگانہ انتخابات کے مطالبے سے دستبردار ہو چکی تھی بلکہ ہندوؤں کی بالا دستی بھی قبول کر چکی تھی۔ان کے موقف کے مطابق اسلام کا سیاسی اور اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں یہ سراسر انسان کا نجی معاملہ ہے۔اقبال نے کہا کہ اسلام ایک زندہ اور سرگرم قوت ہے جس کا تعلق ہماری زندگی کے ہر پہلو سے ہے۔بلاشبہ مسلم ریاست کی پہچان مذہب اسلام ہی ہے ۔یہی مسلمانوں کا مقدر ہے،اسی لیے اسے اجتماعی مسلک سے خارج نہیں کیا جاسکتا،اسی پر مسلمانانِ ہند کی بقا کا دارومدار ہے،انھوں نے مسلم امہ کو مشورہ دیا کہ اسلام سے اٹوٹ وابستگی قائم کریں اور راہ میں آنے والی مشکلات سے ہرگز نہ گھبرائیں،بظاہر یہ سنگین ہیں مگر جلد حل ہو جائیں گی ۔علامہ اقبال نے جس وقت پاکستان کا تصور پیش کیا وہ زمینی حقائق کے منافی سمجھا جاتا تھا جبکہ یہی صراطِ مستقیم پر استقامت کی بہترین مثال تھا ۔برطانوی حکومت اور انڈین کانگرس اقلیت کے آئینی حقوق کے لیے کوششوں میں لگی ہوئی تھیں۔جبکہ اقبال اس قسم کی سیاست کو اکثریت و اقلیت کے لیے فکری تنگدستی خیال کرتے تھے۔ان کے نزدیک زمینی حقائق کے ساتھ سمجھوتہ بازی کو ترک کرکے ایک آزادانہ روش اختیار کرنا پڑے گی۔قوم کو متحد ہو کر آگے بڑھنا پڑے گا اور اپنا آئیڈیل اسلام کو بنانا ہو گا(8)

> "One lesson I have learnt from the history of Muslims .At critical Moments in their history it is Islam that has saved Muslims and Not vice versa. If today you focus your vision on Islam and seek Inspiration from the ever- vitalising idea embodied in it , you will Be only reassembling your scattered forces , regaining your lost Integrity ,and thereby saving yourself from total destruction."(9)

فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ 80 برس قبل جب مشرق تاریکیوں میں غرق تھا،علامہ اقبال نے اپنی نظم "پس چہ باید کرد،اے اقوام شرق "لکھی جو کہ بنیادی طور پر مغربی استعمار سے آزادی کا منشور تھی۔اس میں انھوں نے مشرق کی آزادی کی بشارت کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو

سیاسی اور روحانی زندگی کا انقلابی نصب العین بھی پیش کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ حد تو یہ تھی کہ مسلمان حکمتِ کلیمی کو فراموش کر چکے تھے اور فرعونیت کو کارِ پرستش سمجھنے لگے تھے۔ دین اور سیاست کا مفہوم یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ انھوں نے سیاسی آزادی کے ساتھ تہذیبی آزادی کی راہوں کی نشاندہی کی، جس میں پہلی شرط ہی یہ تھی کہ سچی آزادی کے لیے مغربی استعمار سے انکار کیا جائے۔ اقبال دورِ غلامی کی میراث کو مسلم امہ کی بقا کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ شمار کرتے تھے۔ انھوں نے غلامی کی وجوہات بتائیں اور فکر و عمل کی روایات کو تازہ کیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی جس سیاسی کلچر کو سامنے لائی اور برطانوی حکمرانوں نے اسے پروان چڑھایا، اس کے مطابق دکان کا تھڑا اور حکومت کا تخت ایک کر دیئے گئے تھے۔ اقبال نے انھیں مشورہ دیا کہ خود انحصاری ہی وہ طاقت ہے، جس کی وجہ سے برطانوی تاجرانہ کلچر سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلم امہ کو اپنے وسائل پر انحصار کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ انہیں اپنی قوتِ بازو پر بھی بھروسہ رکھنا ہو گا۔ وہ اسلام کے حقیقی تصورات سے ملائیت اور ملوکیت کی گرد صاف کر کے ان کی اصلی صورت کو سامنے لاتے ہیں۔ انھیں یہ اندیشہ بھی ہے کہ کہیں مغربی سامراج کی غلامی سے آزادی کے بعد مشرق سیاست دانوں کی گرفت میں پڑا سسکتا نہ رہے۔(10)

فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ آج بھی مسلمان اس لیے تنزلی کا شکار ہیں کیونکہ انھوں نے اسلام کی روش کو ترک کر دیا ہے اور صراطِ مستقیم کی بجائے ملائیت اور خانقاہیت کی راہ کو اپنا لیا ہے، جس میں اسلام کی حقیقی روح گم ہو کر رہ گئی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس روح کو ڈھونڈنا اشد ضروری ہے۔ وہ اس بات کو اپنی خوش بختی قرار دیتے ہیں کہ حکیم الامت اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال نے نہ صرف اس روح کی بازیافت کی بلکہ اسے روحِ عصر سے بھی خوش اسلوبی سے ہم آہنگ کیا۔ مسلمانوں کی بدبختی یہ ہے کہ حکمران طبقہ اس انقلابی روح سے خائف ہے۔ وہ ہمیشہ اس کوشش میں ہوتا ہے کہ فرقہ واریت کی ہوا دی جائے تاکہ اسلامی طرزِ حیات کو اپنایا نہ جا سکے۔ یہ طبقہ اسلام کو بدنام کرنے میں کوشاں رہا ہے ۔ مسلم امہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ اسلامی طرزِ حیات فرقہ وارانہ نظام کی ضد ہے، اسی لیے اسلام آج خطرے میں ہے کیونکہ مذہبی طالع آزما اس وقت باہمی جنگ و جدل سے ان حالات کو مزید سنگین کرنے میں مصروف ہیں۔ فرقہ بندی کے سبب باہم دست و گریباں ہیں جس کی وجہ سے اسلامی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ ہم اسلام کا دفاع کرنے کی بجائے اس کی تفسیروں پر آپس میں لڑنے میں مصروف ہیں جس سے ہمارے دشمنوں کا کام آسان ہو گیا ہے۔ ہم میں خود ملائیت اور خانقاہیت کے ادارے قائم ہیں، جنھیں اقبال نے اہلِ حرم کے سومنات قرار دیا۔ ان اداروں کی ساخت و پرداخت نے اسلام کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ علامہ اقبال نے مذہبی منافرت کے اس سامراجی ورثہ کو ختم کر کے اسلام کی حیاتِ نو کا خواب دیکھا اور سرمایہ دارانہ نظام کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ انھوں نے مسلمان نوجوانوں کو بتایا کہ اسلام کے ذریعے ہی ہم غلامی کی ان زنجیروں سے رہائی پا سکتے ہیں جو عہدِ ملوکیت نے پہنائی ہیں۔(11)

فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ علامہ اقبال نے کسان اور مزدور کو سرمایہ دارانہ نظام کے پنجۂ ظلم سے آزاد کرانے کے لیے شعر و حکمت سے کام لیا اور ایسی باتیں کیں جو کسی کو کہنے کی جرات نہیں ہوئی۔ اسلامی نظامِ حیات کو سرمایہ داری اور اشتراکیت سے زیادہ بہتر طرزِ حیات قرار دیتے ہیں ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس میں انھوں نے برملا کہا کہ اگر مسلمان کسانوں کو آزادی دی جائے گی تب ہی اسلام کا مستقبل روشن کا سکتا ہے ۔ انھوں نے مزدور کو جاگیردارانہ نظام کے خلاف بغاوت کا درس دیا اور یہ بات سمجھائی کہ افق پر سپیدہ سحر نمودار ہونے کو ہے، وہ صرف جدوجہد کا آغاز کریں۔ وہ اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ اسلامی نظامِ حیات تاحال قرآن میں ہی موجود ہے۔ اسے زندہ و بیدار کرنے کی اشد ضرورت

ہے۔ اگر آج ہم اپنی زندگیوں سے ملا جیسے کردار کو نکال دیں تو شاہ ولی اللہ کے ساتھ ساتھ اقبال کا دل بھی باغ باغ ہو سکتا ہے۔ اتاترک کی اصلاحات کو بھی انھوں نے تنقید کا نشانہ بنایا اور نوجوانوں کے لیے یوتھ لیگ کے قیام کا مشورہ دیا۔(12)وہ لکھتے ہیں کہ

"As to licentiate the Ulema I would certainly introduce it in Muslim India if I had the power to do so .To the invention of the myth-making Mulla is largely duethe stupidity of the average Muslim .In excluding Him from the religious life of the people the Ataturk has done what Would have delighted the heart of an Ibn Taimiyya or a Shah Wali Ullah."(13)

فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کی نظم "ابلیس کا پیغام" اگرچہ صرف چھ نکاتی سیاسی منشور پر مشتمل ہے مگر آج تک ابلیس کے سیاسی فرزند اس فرمان پر کاربند ہیں۔ اگر شیطان کسی کو اپنے سیاسی مسلک کے لیے خطرناک سمجھتا ہے تو وہ افغانوں کی دینی غیرت کا نگہبان ہے۔ جس نے اپنے کردار و گفتار سے برطانوی سامراج کو شکست دی ہے۔ سامراجی طاقتیں اس کے سامنے ہمیشہ پسپا رہی ہیں کیونکہ اس نے خوف سے کبھی ہتھیار نہیں پھینکے۔ جب ایشیا برطانوی سامراج کے تابع تھا تب افغانستان مکمل طور پر آزاد تھا۔ وہ ترقی کے طلسم میں آزادی بیچنے پر کبھی آمادہ نہیں ہوا۔ ابلیس جانتا ہے کہ جب تک پہاڑوں اور وادیوں میں ملا موجود ہے، شیطان اپنی سیاسی حکمتِ عملی کو وہاں نافذ نہیں کر سکتا۔ شاید یہی وہ ایک مقام ہے جہاں اقبال کی شاعری میں ہمیں ملا بطور ہیرو نظر آتا ہے۔ ورنہ وہ ملا اور ملائیت کے سب سے بڑے دشمن رہے ہیں۔ وہ ان کو اسلام کی وسیع النظر اور انسان دوستی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ملا کا لفظ تحقیر کے طور استعمال ہوا ہے، وہ اسے ولن کے روپ میں سامنے لاتے ہیں(14) فتح محمد ملک کہتے ہیں کہ نعت نہ لکھنے کے باوجود علامہ اقبال تخیل میں بار بار درِ مصطفیٰؐ میں چلے جاتے ہیں اور امتِ مسلمہ کی زبوں حالی پر انسو بہاتے ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور ان کی اطاعت در حقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ یہ آپؐ کا احسان ہی ہے کہ انسانوں کو بتوں کی غلامی سے نجات دلائی۔ دورہِ فلسطین میں انھیں اندازہ ہوا کہ حجاز کے قافلے میں ایک بھی حسینؓ کا ملنا ممکن نہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو آگے بڑھ کر کلمہِ حق بلند کرے۔ اکثر ایسی ہی کیفیت میں ان پر نعتیہ اشعار کا نزول ہونے لگتا ہے۔ کلامِ اقبال میں ہم ابو جہل کی روح کو کعبہ میں نوحہ کناں کرتے دیکھ سکتے ہیں کیونکہ تب دورِ جہالت کے انسانیت سوز اصول ختم ہو رہے تھے۔ آج بھی وہ اسی انقلاب کے خواہاں ہیں جو انسان کے باطنی اور خارجی پہلوؤں میں انقلاب برپا کر سکے۔ وہ اس سچائی پر ایمان لاتے ہیں کہ حضورؐ کا پیغام ابدی حیثیت رکھتا ہے۔ انھوں نے تمام امتِ مسلمہ کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ ان کی زبوں حالی کا سبب نبیؐ کی تعلیمات سے انحراف ہے۔ مثنوی اسرار و رموز کے ذریعے انھوں نے عالم انسانیت پر کیے گئے احسانات یاد دلائے۔ بلاشبہ اقبال کی فکر مصطفیٰ کے نور سے اس لیے مستنیر ہے کیونکہ ان کے بعد کوئی بھی دانائے راز سامنے نہیں آیا۔(15)

"The Prophet of Islam seems to stand between the ancient and the modern world .In so far as the source of his revelation is concerned he belongs to the ancient world; in so far as the spirit of his revelation is concerned he belongs to the

modern world. In his life discover other sources of Knowledge suitable to its new direction. The birth Of Islam is the birth of inductive intellect. In Islam prophecy reaches its perfection in discovering the need of its own abolition .The abolition of priesthood and hereditary kingship in Islam, the constant appeal to reason and experience in the Quran, and the emphasis that it lays on nature and History as sources of human knowledge, are all different aspects of the same idea of finality.(16)

حوالہ جات

1. نثار ترابی: فتح محمد ملک کی تنقید نگاری، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد،2024ص68
2. جمیل یوسف، جناب پروفیسر فتح محمد ملک، مشمولہ رسالہ الحمرا،24جے بلاک ماڈل ٹاون لاہور، اپریل2017ص18
3. فتح محمد ملک: اقبال-فکر و عمل، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ص17
4. پروفیسر فتح محمد ملک :اقبال کے تصورِ پاکستان سے انحراف کی سیاست، مشمولہ الحمرا رسالہ،24 جے بلاک المروت ماڈل ٹاون لاہور، ستمبر2017ص9
5. فتح محمد ملک: اقبال-فکر و عمل، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ص28
6. ایضاص29
7. ایضاص33
8. فتح محمد ملک: اقبال اسلام اور روحانی جمہوریت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ص10
9. ایضاص11
10. پروفیسر فتح محمد ملک: اقوامِ شرق کی آزادی اور خود مختاری کا منشور، مشمولہ الحمرا رسالہ،24جے بلاک المروت ماڈل ٹاون لاہور، دسمبر2016 ص6
11. پروفیسر فتح محمد ملک: اقبال، ملائیت اور سیکولر ملائیت، مشمولہ الحمرا رسالہ،24جے بلاک المروت ماڈل ٹاون لاہور، دسمبر2017ص7
12. ایضاص8
13. Ibid p. 127
14. فتح محمد ملک: اقبال فراموشی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص 11
15. فتح محمد ملک: اقبال اسلام اور روحانی جمہوریت، ص128
16. تھاٹس اینڈ ریفلیکشنز آف اقبال۔ مرتب: سید عبد الواحد-لاہور،1973، ص173

Roman Hawalajat

1. Torabi, N. (2024). Fatah Muhammad Malik ki tanqeedi nigari. Islamabad: National Book Foundation, p. 68
2. Jameel, Yousaf . (2017, April). Iqbal ki nazm ‘ Janab Professor Fatah Muhammad Malik’. Alhamra, Lahore, p. 18.

3. Malik, F. M. Iqbal – Fikr o Amal [Iqbal – Thought and Action]. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 17.
4. Malik, F. M. (2017, September). Iqbal ka Tas 'Awaaz-e-Ghaib'. Alhamra, Lahore, p. 11.
5. Malik, F. M. Iqbal – Fikr o Amal [Iqbal – Thought and Action]. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 28.
6. Ibid, p. 29.
7. Ibid, p. 33.
8. Malik, F. M. Iqbal Faramoshi [Forgetting Iqbal]. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 10.
9. Ibid, p. 11.
10. Malik, F. M. (2016, December). Iqbal ka Tas 'Awaaz-e-Ghaib'. Alhamra, Lahore, p. 6.
11. Malik, F. M. (2017, December). Iqbal ka Tas 'Awaaz-e-Ghaib'. Alhamra, Lahore, p. 7.
12. Ibid, p. 8
13. Ibid p. 127 .
14. Malik, F. M. Iqbal Faramoshi [Forgetting Iqbal]. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 11.
15. Malik, F. M. Iqbal, Islam aur Rohani Jamhuriyat, p. 128.
16. Thought and reflection of Iqbal ,maratab: sid abd alwahad. Lahore 1973 ,p .173.